قسط ۲

جناب ڈاکٹر محمد حنیف صاحب پی ایچ ڈی
پشاور یونیورسٹی

خوشحال خان خٹک کا خاندان

اور

سلوک وطریقت

حضرت بابا جبل بیگ رحمۃ اللہ علیہ

اسی طرح ایک مرتبہ جب اس زمانہ کے مشہور بزرگ حضرت اخوند لنڈی (متوفی ۱۱۱۳ھ مطابق ۱۷۰۱ء) کے پاس مناظرہ کے لئے پیش کیے گئے تو " قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری " کے مصداق اخوند موصوف نے بھی جناب فقیر بابا کی بہت خاطر مدارات کی۔ نہایت عزت واحترام کے ساتھ پیش آئے اور آپ کے بیٹوں کو منع کیا کہ اس کے ساتھ تم کوئی تعرض نہ کرو۔[۱]

رفتہ رفتہ جب یہ حالت زائل ہو گئی اور سکون وقرار پیدا ہوا تو خلوت وتنہائی میں ذکر وفکر کا آغاز کیا۔ اپنے حجرہ واقع چشمی میں عبادت وریاضت میں معروف رہتے۔ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ مسجد میں اذان ہوتی تو حجرہ سے باہر نکل آتے۔ جب کوئی دوسرا امام موجود نہ ہوتا تو آپ خود نماز پڑھاتے۔ اور فرض کی ادائیگی کے بعد واپس گوشۂ تنہائی میں تشریف لے جاتے۔ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بھی ساتھ جاری رہتا اور وقتاً فوقتاً خلوت سے نکل کر اپنے مریدین کے ہمراہ دیہات میں جاتے اور امر بالمعروف کا فریضہ انجام دیتے۔[۲]

اولیاء وصلحاء سے عقیدت آپ اولیاء وصلحاء سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ مشائخ طریقت اور صوفیائے کرام کے اقوال وملفوظات کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

چوں از قرآن واحادیث گذشتے ہیچ سخن بالائے
مشائخ طریقت نیست رحمہم اللہ تعالیٰ کہ سخن ایشان نتیجہ
کار وحال است نہ ثمرہ حفظ وقال از عیان است نہ
از بیان وز اسرار است نہ از تکرار واز علم لدنی است

قرآن وحدیث کے علاوہ مشائخ طریقت کی باتوں سے
بہتر کلام دوسرا نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی بات کام اور
حال کا نتیجہ ہے نہ کہ حفظ وقال کا ثمرہ۔ اور عیان سے
تعلق رکھتی ہے نہ کہ بیان سے۔ اور اسرار میں سے ہے

۱؎ مناقب فقیر منقبت صہ ۱۵۵۔۱۵۵ ۲؎ تاریخ مرصع صہ ۲۰۳ ۳؎ تاریخ مرصع صہ ۵۹۸

نہ از علم کسبی و از جوشیدن است نہ از کوشیدن و از علم "ادبنی ربی" است۔ نہ از جہان "علمنی ربی" ایشاں ورثہ انبیاء اند صلوات اللہ علیہم اجمعین[1]

نہ کہ تکرار یں سے اور علم لدنی سے ہوتی ہے نہ کہ علم کسبی سے اور جذبہ سے اس کا تعلق ہے نہ کہ کوشش سے اور علم "ادبنی ربی" کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ نہ کہ زمرہ "علمنی ربی" کے ساتھ۔ یہ لوگ انبیاء کے وارث ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین

اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کے درمیان خط امتیاز کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اولیاء آنست کہ موافق شرع باشند و عمل ایشاں بہ آیات اللہ و کلام اللہ و حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و علم فقہ و بقول اماماں باشد و آں طائفہا کہ غیر شرع باشند ازاں طائفہا دور باشید ہوالرجیم[2]

اولیاء وہ ہوتے ہیں جو شریعت کے موافق ہوں اور ان کا عمل کتاب اللہ، حدیث نبویؐ، علم فقہ اور ائمہ کرام کے اقوال پر ہوتا ہے اور وہ گروہ جو شریعت کے خلاف ہیں ان سے دور رہئے۔ وہی ملعون ہیں۔

نفس پرست، نام نہاد پیروں کے عقائد باطلہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ہر کہ بگوید کہ بے پیر بہ خدائے تعالیٰ راہ نیست ایں از مذہب رافضی است زیرا کہ بے پیروی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن مجید و شریعت شریف محمد صلعم بہ خدائے تعالیٰ راہ نیست و طلب پیر فرض و واجب و سنت نیست بلکہ مستحب است حکم خدائے تعالیٰ فرض است و حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت است و حکم جمیع اولیاء اللہ و اماماں تا صدیق رضی اللہ عنہ و تا ایں زمانہ کہ اولیا باشند مستحب است۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین[3]

جو یہ کہے کہ پیر کے بغیر اللہ تعالیٰ تک رسائی نہیں ہو سکتی تو یہ رافضی مذہب ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن مجید اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے اور پیر کی طلب فرض، واجب اور سنت نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم فرض ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنت ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک تمام اولیاء اور یہاں تک کہ اس وقت تک جتنے اولیاء ہیں ان کا حکم بجالانا مستحب ہے۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین

آپ ایک بیباک اور حق گو عالم تھے۔ اہل باطل کے ساتھ نرمی اور مصلحت کوشی کے قطعاً روادار نہ تھے۔ جو لوگ دنیاوی عزت و جاہ کی خاطر حیلہ حوالہ اور حق پوشی سے کام لیتے تھے۔ آپ نے اسے دنیا پرست اور خود

---

[1] دل تذکرۃ الاولیاء قلمی از حضرت فقیر جمیل ملک [2] نور محمدیہ قلمی از فقیر جمیل صہ ۱۹۴ [3] ایضاً صہ ۱۹۳

غرض لوگوں کی انتہائی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔

توبہ اور تقویٰ کے بارے میں آپ کا مسلک | آپ مریدوں اور سالکوں کے لئے توبہ راہ سلوک کا پہلا قدم سمجھتے تھے۔ اس کی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بدانکہ توبہ و باز گشتن بحق تعالیٰ اول قدم مریدان و بدایت راہ سالکان است و ہیچ آدمی را ازیں چارہ نیست چہ پاک بودن از گناہ از اول آفرینش تا آخر کار فرشتگان است و مستغرق بودن مخالفت و معصیت بارہ طاعت بحکم توبت و ندامت کار آدم و آدمیان است ہر کہ بہ توبہ تقصیر گذشتہ را تدارک کرد نسب خویش بہ آدم درست کرد و ہر کہ بر معصیت تا آخر عمر اصرار کرد نسب خویش با شیطان درست کرد۔[1]

جان لو کہ توبہ اور رجوع الی اللہ مریدین کا پہلا قدم اور سالکین کی ابتدا ہے اور اس سے کسی کو مخلص نہیں اس لئے کہ ابتدائے آفرینش سے آخر تک پاک رہنا فرشتوں کا کام ہے۔ اور حکم شرعی کی مخالفت اور نافرمانی میں مستغرق ہونا ساتھ حکم کی اطاعت کے اور توبہ اور ندامت کے آدم اور بنی آدم کا طریقہ ہے جس نے توبہ کے ذریعے اپنی گذشتہ نافرمانی کی تلافی کی تو اس نے اپنے سلسلۂ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ استوار کیا۔ اور جس نے نافرمانی پر آخر عمر تک اصرار و دوام کیا تو اس نے اپنے نسب کو شیطان کے ساتھ ملا دیا۔

تقویٰ کے بارے میں اپنے مسلک کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

تقویٰ بر سہ نوع است۔ اول تقویٰ شریعت دوم تقویٰ طریقت و سوم تقویٰ حقیقت۔ تقویٰ شریعت آنست کہ از معصیت بہ پرہیز و تقویٰ طریقت آنست کہ از غفلت پرہیزد و تقویٰ حقیقت آنست کہ ما سوی اللہ پرہیزد۔[2]

تقویٰ کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم تقویٰ شریعت دوسری قسم تقویٰ طریقت اور تیسری قسم تقویٰ حقیقت شریعت کا تقویٰ یہ ہے کہ (آدمی) گناہ سے پرہیز کرے طریقت کا تقویٰ یہ ہے کہ غفلت سے پرہیز کرے اور حقیقت کا تقویٰ یہ ہے کہ ما سوی اللہ سے پرہیز کرے

اخلاق و عادات

۱۔ سخاوت و فیاضی | آپ نہایت فیاض اور دریا دل انسان تھے آپ کے حصہ کی جائیداد سے جو آمدنی آتی تھی۔ گھر کی بنیادی اخراجات منہا کر کے باقی تمام رقم فقراء و مساکین پر صرف کرتے تھے۔ اور رفاہی کاموں اور اہل احتیاج کی حاجت برآری میں کافی دلچسپی لیتے تھے۔[3]

---

[1] تذکرۃ الاولیاء قلمی صد ۴۸۳ [2] نور محمدیہ صد ۲۹۳ [3] تاریخ مرصع صد ۵۹۸

ب۔ سادگی اور تواضع | آپ نہایت متواضع، سادگی پسند اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔ عیش و تنعم کی زندگی سے محترز رہتے۔ جو کی روٹی پر گذارہ کرتے۔ ہمیشہ کھدر کا عمامہ ایک پرانا کمبل اور پرانے جوتے استعمال کرتے۔ اکثر پیوند لگا ہوا کھدر کا نہایت سادہ لباس زیب تن فرماتے[1]

کشوف و کرامات | آپ صاحب کرامت ولی اللہ اور مستجاب الدعا بزرگ تھے۔ میاں شمس الدین مرحوم نے اپنی کتاب "مناقب فقیر" افضل خان نے تاریخ مرصع، مولوی میر احمد شاہ پشاوری نے تحفۃ الاولیا اور سید عبداللہ شاہ نے "مجمع البرکات" میں آپ کے کشف و کرامت کے بہت سے دلچسپ واقعات قلم بند کئے ہیں۔ لہذا تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

تصنیفات و تالیفات | حضرت فقیر صاحب نے عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کی جو تالیفات دستیاب ہو سکی ہیں ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔

۱۔ **نور محمدیہ** | یہ کتاب دراصل چند رسائل کا مجموعہ ہے۔ فارسی میں لکھی گئی ہے۔ تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب عالمانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ اور آپ کے تبحر علمی اور وسعت مطالعہ پہ ایک روشن دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

آغاز کتاب یوں ہے:۔

رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

حمد بے حد و شکر و سپاس آفریدگار جہاں را بعدد ستارگان و ریگ بیابان و قطرہ ہائے باران و درود و صلوٰۃ بے حد و تحیات بے عدد بر جان پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین[2]

کتاب کا نام اور سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

کاتب ایں کتاب مجموعہ را فقیر جمیل نوشتہ است از برائے خود و از برائے ہمہ مومنان مردان و زنان و تا ہر کہ ایں کتاب را خواند و عمل کند ایمان و اعتقاد او و عمل او در ہر دو جہان سلامت باشند و در حفظ و امان خدائے تعالیٰ باشد۔ واللہ اعلم بالصواب و اسم ایں کتاب مجموعہ نہادہ شد۔

"نور محمدیہ و سیف اسلام و ظفر مومنان اہلسنت و جماعت"[3]

کتاب کے مباحث حسب ذیل ہیں:

---

[1] "تاریخ مرصع ص ۵۹۸ [2] نور محمدیہ ص ۱۵۱ [3] ایضاً ص ۱۵۲

بیان شناختن باری تعالیٰ	بیان صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بیان ثواب تسمیہ گفتن
بیان فضیلت اخلاص		بیان فضیلت اسمار خدائے تعالیٰ
بیان کلمہ طیبہ	بیان فضیلت درود	بیان فضیلت تلاوت قرآن مجید
بیان حق ہمسایہ	بیان عقوبت تارک الصلوٰۃ	بیان آزردن پدر و مادر
بیان عالم عامل	بیان عالم مومن	بیان عقوبت غیبت
بیان عقوبت خمر خوران	بیان توبہ	بیان فضیلت حلال
بیان ذکر و ثواب ذکر	بیان فرقہائے مختلفہ	بیان روافض
بیان عذاب حرام	بیان ملت اسلام	بیان الفاظ کفر
بیان علم	بیان عالم بے عمل	بیان عالم منافق

کتاب کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

تمت تمام شد کتاب نور محمدیہ از تصنیفات قطب الاقطاب مولانا فقیر جمیل بیگ قدس اللہ سرہ العزیز بہ اتمام انجامید بدستخط فقیر حقیر پر تقصیر ولی محمد پسر غلام محمد مرحوم عفر اللہ یکے از نواسہ خوشحال بیگ و جمیل بیگ رحمہم اللہ اجمعین آمین یارب العالمین بوقت چاشت بتاریخ غرہ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ ہر کسے خواند بہ دعائے خیر باد وشاد فرمایند۔

۲۔ دل تذکرۃ الاولیاء | یہ کتاب ناقص الآخر ہے اور دراصل "تذکرۃ الاولیاء" کا انتخاب و تلخیص ہے۔ اس میں ستر متقدمین مشائخ کبار کے اقوال و ملفوظات درج ہیں۔ کتاب فارسی میں ہے۔ مگر اس کا مقدمہ عربی زبان میں ہے۔ اس مقدمہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فارسی زبان کے علاوہ آپ عربی زبان میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ کتاب تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتدا میں اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ رحمکار کے حالات مختصر مگر جامع اور نہایت خوبصورت انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ اور اس میں آپ کے روزمرہ معمولات بود و باش اور اخلاق و عادت کا بہت دلکش نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے اور اس کے بعد چند ماثورہ دعاؤں اور اذکار کو شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کا سبب تالیف اپنے نام و نسب اور اپنے پیر طریقت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

این کتاب نوشتہ شد از نفس تذکرۃ الاولیاء۔ و این کتاب را "دل تذکرۃ الاولیاء" نام کردہ شد۔ چنانچہ سورہ یاسین دل قرآن است۔ تا اہل خسران روزگار اہل دولت را فراموش نہ کنند۔ و گوشہ نشینان و خلوت گرفتگان را طلب کنند و برایشان رغبت نمایند تا در نسیم دولت ایشان بہ سعادت ابدی پیوستہ گردند و نام کاتب این کتاب

جمیل بن شہباز افغان خٹک مرید شیخ رحمکار خٹک رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ سرہ العزیز است[۱]۔

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۳۔ مناقب شیخ رحمکار | اس کتاب میں فقیر صاحب نے حضرت شیخ رحمکار کے احوال و مناقب کا بیان ہے، اور حضرت شیخ رحمکار کے ایک اور مرید و خلیفہ شیخ شمس الدین ہرویؒ[۲] کی کتاب مناقب رحمکار کے سب سے عمدہ اور مستند مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نایاب ہے مگر سید عبداللہ شاہ نے اپنی کتاب "مجمع البرکات" میں بہت سے واقعات و اقتباسات نقل کئے ہیں۔

وفات | حضرت فقیر جمیل ۱۱۱۹ھ میں واصل بہ حق ہوئے۔ مادہ وفات یہ شعر ہے

چوں رفت از جہاں ایں کرامت خدیو

بحرف "ق" آمد ز عالم "غریو"

۱۲۱۹ - ۱۰۰ = (۱۱۱۹)

آپ کا مزار تحصیل نوشہرہ میں اکوڑہ خٹک سے جنوب کی جانب اور زیارت کاکا صاحب سے بجانب مشرق علاقہ خٹک کے قریب تنگا کڑو کے مقام پر واقع ہے۔

اولاد | حضرت فقیر جمیل خان کی چار بیویاں تھیں اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو تیرہ بیٹے عطا فرمائے۔ نرینہ اولاد کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

زوجہ ۱۔ محمد حسن۔ محمد صادق۔ محمد شائق

زوجہ ۲۔ ابراہیم گل۔ محمد اسحاق۔ فقیر محمد صدیق۔ محمد عتاق اور محمد صالح

زوجہ ۳۔ محمد غنی۔ محمد ظفر یا محمد زبیر

زوجہ ۴۔ عبدالرحمان۔ عبدالکریم۔ اور عبداللہ

---

[۱] دل تذکرۃ الاولیاء قلمی صہ ۹ [۲] خواجہ شمس الدین ہروی حضرت شیخ کمار کے خلیفہ تھے۔ آپ کا مزار نوران میں واقع ہے۔ خواجہ موصوف نے حضرت شیخ رحمکار کے مناقب و فضائل اور سلوک و تصوف کے بارے میں ایک نہایت ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جو اسرار السالکین کے نام سے موسوم ہے۔ مجمع البرکات کے مصنف کا بیان ہے کہ اس کی ضخامت تفسیر حسینی کی ضخامت سے پانچ گنا زیادہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر جامع مناقب کوئی نہیں ہے۔ ز تاریخ بدر جہاں ج صہ ۲۲۲۔ تذکرہ شیخ رحمکار صہ ۱۹۳ [۳] تاریخ بدر جہاں قلمی صہ ۲۲۳ تذکرہ شیخ رحمکار قلمی صہ ۱۹۴-۱۹۵
[۴] تاریخ مرصع د بہ تصحیح و تعلیق دوست محمد خان کامل صہ ۲۹۰

۱۱۲۹ھ میں جب فقیر بابا نے دارفانی سے دار بقا کی جانب کوچ کیا تو آپ کے فرزند ارجمند فقیر محمد صاحب مسند ارشاد و ہدایت کو زینت بخشی۔ اور جب وہ فوت ہوئے تو ان کے فرزند شیخ فرید گل سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت فقیر بابا کی اولاد میاگان "فقیر خیل" کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر خیل شاخ کے لوگ اگرچہ ملک کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ مگر ان کی اکثریت تحصیل نوشہرہ کے دیہات چشمئی تنگا ڑو۔ اکوڑہ خٹک اور رشیدو میں سکونت رکھتی ہے۔ فقیر خیل اپنی سابقہ روایات کے مطابق اپنے پیر خانہ یعنی حضرت شیخ رحمکار کی اولاد کے ساتھ بہت عقیدت و احترام کا سلوک کرتے ہیں۔[۱]

خلفاء و مریدین | افضل خان تاریخ مرصع میں لکھتے ہیں۔ کہ جب آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے دیہات و نصبات میں تشریف لے جاتے تو مرید اور شاگرد آپ کے ہمرکاب ہوتے تھے۔[۲]

مگر مشکل یہ ہے کہ نہ تو خان موصوف آپ کے مریدین کی تفصیل بتاتی ہے اور نہ کسی دوسرے ذریعہ سے ان کے نام اور حالات معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ البتہ بعض تذکرہ نگار کہتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ محمد یحیٰ المعروف بہ حضرت جی ایک آپ کے مسلک مریدین میں منسلک تھے۔[۳]

راقم الحروف کے نزدیک یہ بات محل نظر ہے اس لئے کہ حضرت شیخ محمد یحیٰ متوفی ۱۱۲۹ھ۔ حضرت شیخ سعدی لاہوری متوفی ۱۱۰۸ھ کے خلیفہ تھے اور حضرت سعدی کی جانب سے اس علاقہ میں طریقہ نقشبندیہ آدمیہ سعدیہ کے اظہار و انتشار پر مامور تھے۔[۴] حضرت شیخ محمد یحیٰ اپنے سلوک و طریقت کی تفصیل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

میں ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا کہ مدینہ منورہ میں سید آدم بنوری (م ۱۰۵۳ھ) کا وصال ہو گیا۔ سید موصوف کی وفات کے بعد آپ کے بعض احباب پنجاب آئے۔ ان کی زبانی آپ کے کمالات و کرامات سننے کا اتفاق ہوا جس کے بعد حضرت سید آدم بنوری کے ساتھ اخلاص و محبت کا جذبہ دل میں موجزن ہوا لہذا آپ جیسے شیخ و پیر کی تلاش میں کافی تگ و دو کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ایام جوانی میں حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) کے فرزند خواجہ محمد معصوم (متوفی ۱۰۷۹ھ) کے مرید حضرت شیخ تلا مقیم اٹک کے پاس آمد و رفت کرتا تھا مگر وہ بھی جلد انتقال کر گئے۔ اس کے بعد دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اگر حضرت سید آدم بنوری کے احباب

۱؎ ملاحظہ ہو تاریخ بدر جہاں قلمی حصہ ۱ صد ۲۲۲۔ نسب نامہ شیخ رحمکار قلمی صہ ۹ تذکرہ شیخ رحمکار صہ ۱۹۹ مناقب فقیر جمیل بیگ صد ۱۳ ۲؎ تاریخ مرصع ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۳؎ ملاحظہ ہو مقالات قدسیہ از ابو اسعد اللہ صد ۱۷۵ ۱۷۶ خوشحال خان خٹک ۲۵۲۔ مناقب فقیر جمیل بیگ از شمس الدین صد ۳۲۔ بدر جہاں قلمی حصہ اول صد ۲۵۳۔ رحمکار از مظہر شاہ سوات ۱۹۵۱ صد ۱۶

۴؎ ظواہر السرائر قلمی از میاں محمد عمر چمکنی متوفی ۱۱۹۰ھ پنجاب یونیورسٹی لاہور صد ۲۵

میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت نصیب ہو تو یہ بھی سعادت عظمیٰ ہو گی ۔ فرماتے ہیں کہ

بعد ازاں خاطر برآں قرار گرفت و داعیہ ایں شد کہ اگر بخدمت یکے از اصحاب حضرت بزرگ خود شرف ارادت دست دہد ایں ہم سعادت عظمی است و بدیں خاطر ہر جا شیخے و پیرے و بزرگے از اصحاب حضرت بزرگ خود بود پیروی میرفتیم چیزی را کہ ما از حضرت بزرگ خود دیدہ یافتہ بودیم در ہیچ یکے نمی دیدیم و نمی یافتیم و سخنان ہر یکے را در آں منہجار حضرت بزرگ خود نمی شنیدیم بہ کسے بیعت و ارادت نمی کردیم و با خود می گفتیم کہ ہنوز وقت آں نہ رسیدہ است کہ ما بیعت و ارادت کنیم منتظر وقت می بودیم[1]

اس کے بعد دل میں یہ بات آئی اور اس کا محرک بنی کہ اگر حضرت بزرگ خود (سید آدم بنوری) کے اصحاب میں سے کسی کے مرید بننے کا شرف میسر ہو تو یہ بھی سعادت عظمیٰ ہے ۔ اور وجہ سے جہاں بھی حضرت بزرگ خود کے اصحاب میں سے کوئی شیخ ، پیر اور بزرگ تھا اس کی خدمت میں حاضر ہوتا ۔ مگر جو بات حضرت بزرگ خود میں دیکھی اور پائی تھی کسی میں نہیں دیکھی اور نہ پائی ۔ کسی کی باتیں حضرت بزرگ خود کے طریقے پر نہیں سنیں اس لئے کسی کی بیعت اور ارادت اختیار نہیں کی ۔ اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ کسی کے ہاتھ پر بیعت ہوں اور مرید ہو جاؤں اور وقت کے منتظر رہتے تھے ۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

در ایامے کہ کامل خان فوجدار اٹک بود ما بخدمت مولانا حاجی بسیار صحبت داشتیم و خدمت حاجی خیلے بما التفات خاطر داشتند و در آں محل ما شرف ملازمت حضرت ایشاں را در نیافتہ بودیم اکثر اوقات خدمت حاجی بما گفتند کہ بیا بما بیعت کن و ارادت نمائی در جواب می گفتیم قرعہ ما جائی دیگر آمدہ است و آں موقوف بر وقت است[2]

جس وقت کہ کامل خان اٹک کا فوجدار تھا تو ہم مولانا حاجی (عبد اللہ کوہاٹی) کے ساتھ بہت صحبت رکھتے تھے ۔ اور جناب حاجی ہماری طرف بہت توجہ فرماتے تھے ۔ اور اس وقت ہم نے حضرت ایشاں (سعدی لاہوری) کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل نہیں کیا تھا ۔ اکثر اوقات حاجی موصوف ہمیں فرماتے کہ آؤ بیعت کرو اور ہمارے مرید بنو ۔ ہم جواب دیتے کہ ہمارا قرعہ کسی دوسری جگہ نکل چکا ہے اور وہ وقت پر منحصر ہے ۔

---

[1] ظواہر السرائر (لاہور) ص ۲۳۲ [2] ظواہر السرائر (کوہاٹ) ص ۱۵۳)

آگے چل کر حضرت شیخ محمد یحییٰ فرماتے ہیں کہ :-

چوں مادر جستجوئی پیر طریقت و طلب راہ دویدیم حضرت حق جل شانہ بمحض فضل و کرم خود ما را بخدمت حضرت ایشاں رسانید۔ در صحبت اول ذکر وقوف قلبی تعلیم کردند و ماذون ساختند بعد ازاں بطریق انبساط بخدمت حضرت ایشاں گفتم کہ شعاعی نزدیک مابود بید و بہ طلب خود مارا عمری گردانیدید و دوانیدید آں حضرت فرمودند از بسکہ بسیار دویدید و گردیدید ایں ہمہ منافع و نتائج گرفتید[1]

جب ہم پیر طریقت کی تلاش اور طلب کی راہ میں دوڑے تو اللہ تعالیٰ نے خالص اپنے فضل و کرم سے ہمیں حضرت ایشاں (سعدی لاہوریؒ) کی خدمت میں پہنچایا پہلی ہی مجلس میں ذکر وقوف قلبی کی تعلیم کی اور ماذون بنایا اس کے بعد بہ طریق مسرت و انبساط میں نے حضرت ایشاں کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمارے نزدیک رہے اور اپنی طلب میں عرصہ دراز تک پھرایا اور دوڑایا۔ آں حضرت (سعدی لاہوری) نے فرمایا جس قدر زیادہ دوڑے اور پھرے تو یہ تمام منافع اور نتائج حاصل کئے۔

چونکہ مذکورہ بالا بیانات صاف بتاتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد یحییٰ نے حضرت شیخ سعدی لاہوری کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ لہٰذا یہ دعویٰ بے معنی ہو جاتا ہے کہ حضرت شیخ محمد یحییٰ۔ حضرت فقیر جمیل خان کے حلقہ مریدین میں شامل تھے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

۱؎ ظواہر السرائر (لاہور) ص ۲۴۴

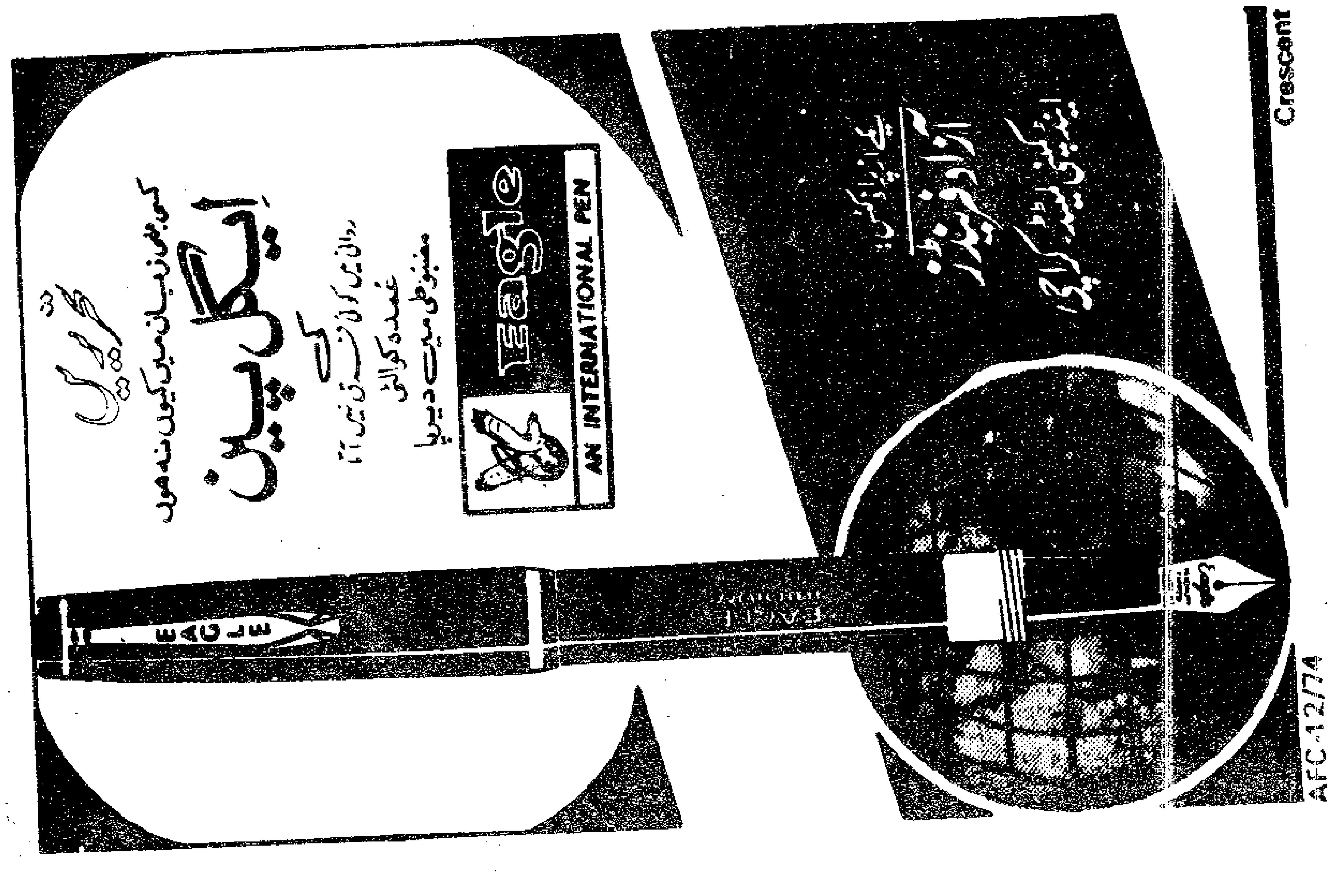

اشتہار نیلام

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کٹائی شدہ لکڑی جو کہ مندرجہ ذیل ڈپوؤں میں پڑی ہے تاریخ ہائے مقررہ پر جو کہ ہر ڈپو کے سامنے لکھی ہوئی ہے پر نیلام کی جائے گی۔ خواہشمند حضرات موقع پر بولی دے سکتے ہیں۔

نام ڈپو	لاٹ نمبر	قسم	تعداد	مکعب فٹ	زر بیعانہ	تاریخ نیلامی
میرا پڑانگ	26	شیشم	16	357.1	3000/-	18.10.81 نوشہرہ
	27	〃	24	475.4	3000/-	〃 〃
	28	〃	26	395.9	3000/-	〃 〃
	29	〃	40	598.3	4000/-	〃 〃
	30	〃	48	877.0	5000/-	〃 〃
	31	〃	36	558.4	4000/-	〃 〃
	32	〃	46	841.1	5000/-	〃 〃
	33	〃	38	598.8	4000/-	〃 〃
	34	〃	34	556.7	4000/-	〃 〃
	35	〃	30	505.9	4000/-	〃 〃
	36	〃	46	163.8	5000/-	〃 〃
	37	〃	33	559.4	4000/-	〃 〃
	38	〃	29	444.5	3000/-	〃 〃
	39	〃	40	734.5	5000/-	〃 〃
	40	〃	40	689.2	5000/-	〃 〃
	41	〃	41	708.7	5000/-	〃 〃
جہانگیرہ	1	سرس	10	109.53	500/-	〃 〃
ترلاندی	8	غز	114	1058.3	1000/-	〃 〃
ناکمان	4	شیشم	56	254.2	1000/-	〃 〃
	25	〃	20	497.5	2000/-	〃 〃
	32	〃	19	327.7	2000/-	〃 〃
	42	〃	44	182.9	1000/-	〃 〃

نوٹ (i) زر بیعانہ بصورت کال ڈیپازٹ بنام ڈی ایف او صاحب پشاور فارسٹ ڈویژن جمع کرانا ہوگا

(ii) جملہ شرائط نیلام موقع پر پڑھ سنائی جائیں گی۔

المشتہر:- دستخط

ڈویژنل فارسٹ آفیسر پشاور
فارسٹ ڈویژن نوشہرہ

INF(P) 2512